

بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے لہذا اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو روزی دی جاتی ہے۔

اور حاشیہ مشکوٰۃ میں تحریر ہے کہ ہر نبی کی یہی شان ہے کہ وہ قبروں میں زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کو روزی عطا فرماتا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور امام بیہقی نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام مختلف اوقات میں متعدد مقامات پر تشریف لے جائیں یہ جائز و درست ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۴۶۰، رقم ۱۳۶۶)

اسی لئے اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی مقدس قبروں میں حیاتِ جسمانی کے لوازم کے ساتھ زندہ ہیں۔ وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ مرکز مٹی میں مل گئے۔ اسی لئے یہ گستاخ فرقہ انبیاء کرام کی قبروں کو مٹی کا ڈھیر کہہ کر ان مقدس قبروں کی توہین اور اُن کو منہدم کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ حد ہو گئی کہ عالم اسلام کی انتہائی بے چینی کے باوجود گنبدِ خضریٰ کو مسمار کر دینے کی اسکیمیں برابر حکومت سعودیہ میں بنتی رہتی ہیں مگر خداوند کریم کا یہ فضل عظیم ہے کہ اب تک وہ اس پلان کو بروئے کار نہیں لاسکے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اُن کا یہ شیطانی پلان پورا نہ ہو سکے گا! کیونکہ

جس کا حامی ہو خدا اُس کو گھٹا سکتا ہے کون

جس کا حافظ ہو خدا اُس کو مٹا سکتا ہے کون

{ ۲ } حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر شریف ۵۳ سال کی ہوئی۔ ۱۳ برس کی عمر میں آپ کو بادشاہی ملی اور چالیس برس تک آپ تختِ سلطنت پر جلوہ گر رہے آپ کا مزار اقدس بیت المقدس میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿ ۵۰ ﴾ قارون کا انجام

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا ”یصھر“ کا بیٹا تھا۔ بہت ہی شکیل اور خوبصورت

آدمی تھا۔ اسی لئے لوگ اُس کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر اُس کو ”منور“ کہا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُس میں یہ کمال بھی تھا کہ وہ بنی اسرائیل میں ”توراة“ کا بہت بڑا عالم، اور بہت ہی ملنسار و بااخلاق انسان تھا۔ اور لوگ اُس کا بہت ہی ادب و احترام کرتے تھے۔

لیکن بے شمار دولت اُس کے ہاتھ میں آتے ہی اُس کے حالات میں ایک دم تغیر پیدا ہو گیا اور سامری کی طرح منافق ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بہت بڑا دشمن ہو گیا اور اعلیٰ درجے کا متکبر اور مغرور ہو گیا۔ جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رو برو یہ عہد کیا کہ وہ اپنے تمام مالوں میں سے ہزار ہواں حصہ زکوٰۃ نکالے گا مگر جب اُس نے مالوں کا حساب لگایا تو ایک بہت بڑی رقم زکوٰۃ کی نکلی۔ یہ دیکھ کر اس پر ایک دم حرص و بخل کا بھوت سوار ہو گیا اور نہ صرف زکوٰۃ کا منکر ہو گیا بلکہ عام طور پر بنی اسرائیل کو بہکانے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بہانے تمہارے مالوں کو لے لینا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لوگوں کو برگشتہ کرنے کے لئے اُس خبیث نے یہ گندی اور گھناؤنی چال چلی کہ ایک عورت کو بہت زیادہ مال و دولت دے کر آمادہ کر لیا کہ وہ آپ پر بدکاری کا الزام لگائے۔ چنانچہ عین اُس وقت جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وعظ فرما رہے تھے۔ قارون نے آپ کو ٹوکا کہ فلانی عورت سے آپ نے بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس عورت کو میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ وہ عورت بلائی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عورت! اُس اللہ کی قسم! جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پھاڑ دیا۔ اور عافیت و سلامتی کے ساتھ دریا کے پار کر اکر فرعون سے نجات دی۔ سچ سچ کہہ دے کہ واقعہ کیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جلال سے عورت سہم کر کانپنے لگی اور اس نے مجمع عام میں صاف صاف کہہ دیا کہ اے اللہ عز و جل کے نبی! مجھ کو قارون نے کثیر دولت دے کر آپ

پر بہتان لگانے کے لئے آمادہ کیا ہے۔ اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام آبدیدہ ہو کر سجدہ شکر میں گر پڑے اور بحالت سجدہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! قارون پر اپنا قہر و غضب نازل فرما دے۔ پھر آپ نے مجمع سے فرمایا کہ جو قارون کا ساتھی ہو وہ قارون کے ساتھ ٹھہرا رہے اور جو میرا ساتھی ہو وہ قارون سے جدا ہو جائے۔ چنانچہ دو خبیثوں کے سوا تمام بنی اسرائیل قارون سے الگ ہو گئے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ اے زمین! تو اس کو پکڑ لے تو قارون ایک دم گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا پھر آپ نے دوبارہ زمین سے یہی فرمایا تو وہ کمر تک زمین میں دھنس گیا۔ یہ دیکھ کر قارون رونے اور بلبلائے لگا اور قرابت و رشتہ داری کا واسطہ دینے لگا مگر آپ نے کوئی التفات نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ بالکل زمین میں دھنس گیا۔ دو منحوس آدمی جو قارون کے ساتھی ہوئے تھے، لوگوں سے کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو اس لئے دھنسا دیا ہے تاکہ قارون کے مکان اور اُس کے خزانوں پر خود قبضہ کر لیں۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ قارون کا مکان اور خزانہ بھی زمین میں دھنس جائے۔ چنانچہ قارون کا مکان جو سونے کا تھا اور اس کا سارا خزانہ، سبھی زمین میں دھنس گیا۔

(صاوی، ج ۴، ص ۱۵۴۶-۱۵۴۷، پ ۲۰، القصص: ۸۱)

قارون کا خزانہ: اس کو قرآن کی زبان سے سنئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے قارون کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اُن خزانوں کی کنجیاں ایک مضبوط اور طاقت ور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھیں۔ قرآن مجید میں ہے:

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ
مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءَ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ (پ ۲۰، القصص: ۷۶)

ترجمہ کنز الایمان: بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم

نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو جو نصیحت فرمائی وہ یہ ہے کہ جس کو قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے۔ اسی خیر خواہی والی نصیحت کو سن کر قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن ہو گیا۔ غور کیجئے کہ کتنی مخلصانہ اور کس قدر پیاری نصیحت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ ساری قوم قارون کو سناتی رہی کہ:

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۖ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ (پ ۲۰، القصص: ۷۶، ۷۷)

ترجمہ کنز الایمان: جب اس سے اس کی قوم نے کہا اتر انہیں بیشک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ چاہ۔

قارون نے اپنے مال کے گھمنڈ میں اس مخلصانہ نصیحت کو ٹھکرا دیا اور خوب بن سنور کر تکبر اور غرور سے اتراتا ہوا قوم کے سامنے آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بدگوئی اور ایذا رسانی کرنے لگا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس کو قرآن کی زبان سے سنئے اور خدا کی اس قاہرانہ گرفت پر خوفِ الہی سے تھراتے رہیے۔ اللہ اکبر۔

قَارُونُ ذَمِينٌ مِّنْ دِهْنَسٍ گِیَا: فَوَصَّفْنَا لَهُ وِبْدَارِہَا ۖ اِلَّا مَرَضٌ ۚ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَّصْمُوْنَهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ (پ ۲۰، القصص: ۸۱)

ترجمہ کنز الایمان: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔

درسِ ہدایت:- یہ عبرتناک واقعہ ہمیں یہ درسِ ہدایت دیتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مال و دولت عطا فرمائے تو اس فرض کو لازم جانے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور ہرگز ہرگز اپنے مال و دولت پر غرور اور گھمنڈ کر کے نہ اترائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دولت دیتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے پل بھر میں دولت چھین بھی لیتا ہے۔ ہر وقت اس کا دھیان رکھتے ہوئے تواضع اور انکساری کی عادت رکھے اور ہرگز ہرگز کبھی انبیاء و اولیاء و صالحین کی ایذا رسانی و بدگوئی نہ کرے کہ ان مقبولانِ بارگاہِ الہی کی دعا اور بددعا سے وہ ہو جایا کرتا ہے جس کا لوگ تصور اور خیال بھی نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنت میں بھی علماء کی حاجت ہوگی

مدینے کے سلطان، رحمت عالمیان، سرورِ ذیشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پر نور ہے: جنتی جنت میں علماء کرام کے محتاج ہوں گے، اس لئے کہ وہ ہر جمعہ کو اللہ عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”تمنوا علی ما شئتم“ یعنی مجھ سے مانگو، جو چاہو۔ وہ جنتی علماء کرام کی طرف متوجہ ہوں گے کہ اپنے رب کریم عزوجل سے کیا مانگیں؟ وہ فرمائیں گے: یہ مانگو، وہ مانگو، جیسے وہ لوگ دنیا میں علماء کرام کے محتاج تھے، جنت میں بھی ان کے محتاج ہوں گے۔ (الفردوس بمأثور الخطاب، ج ۱، ۲۳۰، الحدیث ۸۸۰، الجامع الصغیر للسیوطی، ص ۱۳۵، حدیث ۲۲۳۵) (فیضان سنت، ج ۱، ص ۱۷۲)

﴿۵۱﴾ رومی مغلوب ہو کر پھر غالب ہوں گے

فارس اور روم کی دونوں سلطنتوں میں جنگ چھڑی ہوئی تھی اور چونکہ اہل فارس مجوسی تھے۔ اس لئے عرب کے مشرکین اُن کا غلبہ پسند کرتے تھے اور رومی چونکہ اہل کتاب تھے اس لئے مسلمانوں کو ان کا فتح یاب ہونا اچھا لگتا تھا۔ خسرو پرویز بادشاہ فارس اور قیصر روم دونوں بادشاہوں کی فوجیں سرزمینِ شام کے قریب معرکہ آرا ہوئیں اور گھسان کی جنگ کے بعد اہل فارس غالب ہوئے۔ مسلمانوں کو یہ خبر بڑی گراں گزری اور کفار مکہ اس خبر سے مسرور ہو کر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہل کتاب اور رومی نصاریٰ بھی اہل کتاب، اور اہل فارس بھی آتش پرست اور ہم بھی بت پرست، ہمارے بھائی تمہارے بھائیوں پر غالب ہو گئے۔ اگر ہماری تمہاری جنگ ہوئی تو اسی طرح ہم بھی تم پر غالب ہوں گے۔ اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں غیب کی خبر دی گئی ہے:

الْمَلَأْنَا غُلَبَتِ الرُّومِ ۖ فِي آدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ۖ فِي بَضْعِ سِنِينَ ۝ (پ ۲۱، الروم: ۱-۴)

ترجمہ کنزالایمان: رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان آیات کو سن کر کفار مکہ میں یہ اعلان کر دیا کہ خدا کی قسم رومی اہل فارس پر غلبہ پا جائیں گے۔ لہذا اے اہل مکہ! تم اس وقت کے نتیجہ جنگ سے خوشی نہ مناؤ۔ چونکہ بظاہر رومیوں کے فتح یاب ہونے کے اسباب دور دور تک نظر نہ آتے تھے اس لئے ”ابی بن خلف“ آپ کے بالمقابل کھڑا ہو گیا اور آپ کے اور اُس کے درمیان سو سو اونٹ کی شرط لگ گئی کہ اگر نو سال کے اندر رومی غالب نہ آئے تو حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سواونٹ دیں گے اور اگر رومی غالب آ جائیں تو ابی بن خلف ایک سواونٹ دے گا۔ اُس وقت تک جو اسلام میں حرام نہیں ہوا تھا۔ خدا کی شان کہ سات ہی برس میں قرآن کی اس غیبی خبر کی صداقت کا ظہور ہو گیا اور خالص صلح حدیبیہ کے دن ۶ھ میں رومی اہل فارس پر غالب ہو گئے اور رومیوں نے ”مدائن“ میں گھوڑے باندھے اور عراق میں ”رومیہ“ نامی شہر بسایا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرط کے سواونٹ ابی بن خلف کی اولاد سے وصول کر لئے کیونکہ وہ اس درمیان میں مر چکا تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ شرط کے اونٹوں کو جو انہوں نے ابی بن خلف کی اولاد سے وصول کئے ہیں سب صدقہ کر دیں! اور اپنی ذات پر کچھ بھی صرف نہ کریں۔ (مدارک التنزیل، ج ۳، ص ۴۵۸، پ ۲۱، الروم: ۳)

درس ہدایت:۔ فارس و روم کی جنگ میں رومی اس درجہ شکست کھا چکے تھے کہ ان کی عسکری طاقت ہی فنا ہو گئی تھی اور بظاہر اُن کے فتح یاب ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں تھا۔ مگر سات ہی برس میں رومیوں کو ایسی فتح حاصل ہو گئی کہ کوئی اس کو سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ غیبی خبر آپ کی صحت نبوت اور قرآن کریم کے کلام الہی ہونے کی روشن دلیل ہے۔ سبحان اللہ! سچ ہے۔

ہزار فلسفیوں کی چناں چینیں بدلی خدا کی بات بدلی نہ تھی نہیں بدلی

﴿۵۲﴾ غزوۂ احزاب کی آندھی

”غزوۂ احزاب“ ۵ھ یا ۶ھ میں پیش آیا۔ اس جنگ کا دوسرا نام ”غزوۂ خندق“ بھی ہے۔ جب ”بنو نضیر“ کے یہودیوں کو جلا وطن کر دیا گیا تو یہودیوں کے سرداروں نے مکہ جا کر کفار مکہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ ان یہودیوں نے کثیر تعداد میں ہتھیار اور رقم دے کر کفار مکہ کو مدینہ پر

حملہ کرنے پر ابھار دیا۔ اور ابوسفیان نے مشرکین و یہودیوں کے بہت سے قبائل کو جمع کر کے ایک عظیم فوج کے ساتھ مدینہ پر دھاوا بول کر حملہ کر دیا۔ مکہ سے قبیلہ ”خزاعہ“ کے چند لوگوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی ان تیاریوں کی اطلاع دے دی تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مدینہ کے گرد ایک خندق کھدوانی شروع کر دی۔ اس خندق کو کھودنے میں مسلمانوں کے ساتھ خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کام کیا۔ مسلمان خندق کھود کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ مشرکین ایک لشکرِ جرار لے کر ٹوٹ پڑے اور مدینہ طیبہ پر بلہ بول دیا۔ اور تین طرف سے کافروں کا لشکر اس زور و شور کے ساتھ امنڈ پڑا کہ شہر مدینہ کی فضاؤں میں ہر طرف گرد و غبار کا طوفان اٹھ گیا۔ اس خوفناک چڑھائی اور لشکرِ کفار کی معرکہ آرائی کا نقشہ قرآن کی زبان سے سینے:

اِذْ جَاءَكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَ ۝۱۰ هٰذَا الَّذِیْ اَنْبِئَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱ (پ ۲۱، الاحزاب: ۱۰-۱۱)

ترجمہ کنزالایمان: جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جب کہ ٹھٹھک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلوں کے پاس آ گئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے (امید و یاس کے) وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب سختی سے بھجھوڑے گئے۔

اس لڑائی میں منافقین جو مسلمانوں کے دوش بدوش کھڑے تھے وہ کفار کے ان لشکروں کو دیکھتے ہی بزدل ہو کر پھسل گئے اور ان کے نفاق کا پردہ چاک ہو گیا۔ اور وہ جنگ سے جان چرا کر اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھے رہنے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ لیکن اسلام کے سچے جاں نثار مجاہدین و انصار اس طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ گئے کہ کوہِ سلع اور کوہِ احد کی پہاڑیاں سر اٹھا اٹھا کر ان مجاہدین کی اولوالعزمیوں اور جاں نثاریوں کو حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں۔ ان

فداکاروں کی ایمانی جرات و اسلامی شجاعت کی تصویر صفحات قرآن پر بصورت تحریر دیکھئے
خداوند عالم کا ارشاد ہے:

وَلَبَّاسًا أَلْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ لَقَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَصَدَّقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝۳۱

(پ ۲۱، الاحزاب: ۲۲)

ترجمہ کنزالایمان:- اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں
وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں
نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا۔

کفار نے جب مدینہ کے گرد خندق کو حائل دیکھا تو حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ یہ تو
ایسی تدبیر ہے کہ جس سے عرب کے لوگ اب تک ناواقف تھے۔ بہر حال کافروں نے خندق
کے کنارے سے مسلمانوں پر تیر اندازی اور سنگباری شروع کر دی۔ کہیں کہیں سے کافروں نے
خندق کو پار بھی کر لیا اور جم کر لڑائی بھی ہوئی۔ مسلمان کافروں کے اس محاصرہ سے گو پریشان
تھے۔ مگر ان کے عزم و استقلال میں بال برابر بھی فرق نہیں آیا۔ وہ اپنے اپنے مورچوں پر جم کر
دفاعی جنگ لڑتے رہے۔ اچانک ایک دم اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس طرح مدد فرمائی کہ
ناگہاں مشرق کی جانب سے ایک ایسی طوفان خیز اور ہلاکت انگیز شدید آندھی آئی جو قبر قہار و
غضب جبار بن کر لشکر کفار پر خدا کی مار بن گئی۔ دیکھیں چولہوں سے الٹ پلٹ ہو کر ادھر ادھر
لڑھک گئیں۔ خیمے اکھڑ اکھڑ گئے اور ہر طرف گھٹاؤپ اندھیرا چھا گیا۔ اور شدید سردی
کی لہروں نے کافروں کو جھنجھوڑ ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج بھیج دی جن کے رعب و
دبدبہ سے کفار کے دل لرز گئے۔ اور ان پر ایسی دہشت و وحشت سوار ہو گئی کہ انہیں راہ فرار
اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ رہا۔ چنانچہ لشکر کفار کے سپہ سالار ابوسفیان نے ہانپتے

کا پتے ہوئے اپنے لشکر میں اعلان کر دیا کہ راشن ختم ہو چکا اور موسم نہایت خراب ہے اور یہودیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ لہذا اب مدینہ کا محاصرہ بیکار ہے۔ یہ کہہ کر کوچ کا نقارہ بجا دیا اور بہت سا سامان چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور دوسرے قبائل بھی تتر بتر ہو کر ادھر ادھر بھاگ گئے اور پندرہ یا چوبیس روز کے بعد مدینہ کا مطلع کفار کے گرد و غبار سے صاف ہو گیا۔

(مدارج النبوت (فارسی) ج ۲، ص ۱۷۲-۱۷۳، بحث غزوہ خندق)

غزوہ احزاب کی یہی وہ آندھی ہے جس کا ذکر خداوند قدوس نے قرآن میں اس طرح فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُودًا لَّمْ تَرَوْهَا^۱ (پ ۲۱، الاحزاب: ۹)

ترجمہ کنزالایمان:- اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔

درس ہدایت:- اس واقعہ سے ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ جب کفار کا مقابلہ جنگ میں ہو تو مسلمانوں کو کسی حال میں بھی ہرگز ہرگز مایوس نہ ہونا چاہئے اور یہ یقین رکھ کر مقابلہ پر ڈٹے رہنا چاہئے کہ ضرور ضرور نصرت خداوندی اور امداد غیبی مسلمانوں کی مدد کرے گی بس شرط یہ ہے کہ اخلاص نیت کے ساتھ مسلمان ثابت قدم رہیں اور صبر و استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹے رہیں۔ چنانچہ جنگ بدر و جنگ احد و جنگ احزاب وغیرہ کفر و اسلام کی لڑائیوں میں یہ منظر نظر آیا کہ انتہائی مشکل حالات میں بھی جب مسلمان ثابت قدم رہے تو غیب سے نصرت خداوندی عز و جل اور امداد غیبی نے اس طرح جلوہ دکھایا کہ دم زدن میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہو گئی اور کفار باوجود اپنی کثرت و شوکت کے شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

﴿۵۳﴾ قوم سبا کا سیلاب

”سبا“ عرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے مورث اعلیٰ سبا بن یثجب بن یعرב بن قحطان کے نام سے مشہور ہے اس قوم کی بستی یمن میں شہر ” صنعاء “ سے چھ میل کی دوری پر واقع تھی۔ اس آبادی کی آب و ہوا اور زمین اتنی صاف اور اس قدر لطیف و پاکیزہ تھی کہ اس میں مچھر نہ بھسکتا نہ کھٹل نہ سانپ نہ بچھو۔ موسم نہایت معتدل نہ گرمی نہ سردی۔ یہاں کے باغات میں کثیر پھل آتے تھے۔ جب کوئی شخص سر پر ٹوکرا لئے گزرتا تو بغیر ہاتھ لگائے قسم قسم کے پھلوں سے اس کا ٹوکرا بھر جاتا تھا۔ غرض یہ قوم بڑی فارغ البالی اور خوشحالی میں امن و سکون اور آرام و چین سے زندگی بسر کرتی تھی مگر نعمتوں کی کثرت اور خوشحالی نے اس قوم کو سرکش بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی ہدایت کے لئے یکے بعد دیگرے تیرہ نبیوں کو بھیجا جو اس قوم کو خدا کی نعمتیں یاد دلادلا کر عذاب الہی سے ڈراتے رہے۔ مگر ان سرکشوں نے خدا کے مقدس نبیوں کو جھٹلادیا اور اس قوم کا سردار جس کا نام ” حماد “ تھا وہ اتنا متکبر اور سرکش آدمی تھا کہ جب اُس کا لڑکا مر گیا تو اس نے آسمان کی طرف تھوکا اور اپنے کفر کا اعلان کر دیا۔ اور اعلانہ لوگوں کو کفر کی دعوت دینے لگا اور جو کفر کرنے سے انکار کرتا، اُس کو قتل کر دیتا تھا اور خدا عز و جل کے نبیوں سے نہایت ہی بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ کہتا تھا کہ آپ لوگ اللہ عز و جل سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نعمتوں کو ہم سے چھین لے۔ جب حماد اور اس کی قوم کا طغیان و عصیان بہت زیادہ بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر سیلاب کا عذاب بھیجا۔ جس سے ان لوگوں کے باغات اور اموال و مکانات سب غرق ہو کر فنا ہو گئے اور پوری بستی ریت کے تودوں میں دفن ہو گئی اور اس طرح یہ قوم تباہ و برباد ہو گئی کہ ان کی بربادی ملک عرب میں ضرب المثل بن گئی۔ عمدہ اور لذیذ پھلوں کے باغات کی جگہ جھاؤ اور جنگلی بیروں کے خاردار اور خوفناک جنگل اُگ گئے اور یہ قوم عمدہ اور لذیذ پھلوں کے لئے ترس گئی۔

سیلاب کس طرح آیا:۔ قوم سبا کی بستی کے کنارے پہاڑوں کے دامن میں بند باندھ کر ملکہ بلقیس نے تین بڑے بڑے تالاب نیچے اوپر بنادیئے تھے۔ ایک چوہے نے خدا عزوجل کے حکم سے بندی دیوار میں سوراخ کر دیا اور وہ بڑھتے بڑھتے بہت بڑا شگاف بن گیا یہاں تک کہ بندی کی دیوار ٹوٹ گئی اور ناگہاں زوردار سیلاب آ گیا۔ بستی والے اس سوراخ اور شگاف سے غافل تھے اور اپنے گھروں میں چین کی بانسری بجارہے تھے کہ اچانک سیلاب کے دھاروں نے ان کی بستی کو غارت کر ڈالا۔ اور ہر طرف بربادی اور ویرانی کا دور دورہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کے اس ہلاکت آفریں سیلاب کا تذکرہ فرماتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ جِئْنِ عَنْ يَمِينٍ وَشَالٍ ۖ كُذِّمُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ بَدَلًا طَيِّبَةً ۚ وَرَبُّ غَفُورٌ ۝۱۵ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِ أُكُلٍ خَطْبٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝۱۶ ذَلِكْ جَزَايُنَّهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجْزِي إِلَّا الْكَافِرِينَ ۝۱۷ (پ ۲۲، سبا: ۱۵-۱۷)

ترجمہ کنزالایمان:۔ بیشک سبا کے لئے ان کی آبادی میں نشانی تھی دو باغ دہنے اور بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو پاکیزہ شہر اور بخشنے والا رب تو انہوں نے منہ پھیرا تو ہم نے ان پر زور کا اہلا (سیلاب) بھیجا اور ان کے باغوں کے عوض دو باغ انہیں بدل دیئے جن میں بکھا (بدمزہ) میوہ اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں ہم نے انہیں یہ بدلہ دیا ان کی ناشکری کی سزا اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اسی کو جو ناشکرا ہے۔

درس ہدایت:۔ قوم سبا کی یہ ہلاکت و بربادی اُن کی سرکشی اور خدا عزوجل کی نعمتوں کی ناشکری کے سبب سے ہوئی۔ اُن کی بد اعمالیاں اور خدا عزوجل کے نبیوں کے ساتھ بے ادبیاں اور گستاخیاں جب بہت بڑھ گئیں تو خداوند قہار و جبار کا قہر و غضب عذاب بن کر سیلاب کی

صورت میں آگیا اور اُن کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ سچ ہے نیکی کا اثر آبادی اور بدی کا اثر بربادی ہے۔ لہذا ہر نعمت پانے والی قوم کو لازم ہے کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور سرکشی و گناہ سے ہمیشہ کنارہ کشی اختیار کرے، ورنہ خطرہ ہے کہ عذابِ الہی نہ اتر پڑے کیونکہ جو قوم سرکشی اور بد اعمالی کو اپنا طریقہ کار بنا لیتی ہے، اس کا لازمی اثر یہی ہوتا ہے کہ وہ قوم عذابِ الہی کی مار سے برباد اور اس کی آبادیاں تہس نہس ہو کر ویرانہ بن جاتی ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ)

﴿۵۴﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تین مبلغین

”انطاکیہ“ ملک شام کا ایک بہترین شہر تھا۔ جن کی فصیلیں سنگین دیواروں سے بنی ہوئی تھیں اور پورا شہر پانچ پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا۔ اور شہر کی آبادی کا رقبہ بارہ میل تک پھیلا ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں میں سے دو مبلغوں کو تبلیغِ دین کے لئے اس شہر میں بھیجا۔ ایک کا نام ”صادق“ اور دوسرے کا نام ”مصدق“ تھا۔ جب یہ دونوں شہر میں پہنچے تو ایک بوڑھے چرواہے سے ان دونوں کی ملاقات ہوئی جس کا نام ”حبیب نجار“ تھا۔ سلام کے بعد حبیب نجار نے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور مقصد کیا ہے؟ تو ان دونوں صاحبان نے کہا کہ ہم دونوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے مبلغین ہیں اور اس بستی والوں کو توحید اور خدا پرستی کی دعوت دینے آئے ہیں تو حبیب نجار نے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس اس کی کوئی نشانی بھی ہے؟ تو ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں ہم لوگ مریضوں اور مادرِ رازاندہوں اور کوڑھیوں کو خدا عز و جل کے حکم سے شفا دیتے ہیں۔ یہ ان دونوں کی کرامت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ یہ سن کر حبیب نجار نے کہا کہ میرا ایک لڑکا مدتوں سے بیمار ہے۔ کیا آپ لوگ اس کو تندرست کر دیں گے؟ ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں! اس کو ہمارے پاس لاؤ۔ چنانچہ ان دونوں نے اس مریض لڑکے پر اپنا ہاتھ پھیر دیا اور وہ فوراً ہی تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔ یہ خبر بجلی کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور بہت سے مریض جمع ہو گئے اور سب

شفایاب بھی ہو گئے۔

اس شہر کا بادشاہ ”انطیجا“ نامی ایک بت پرست تھا وہ ان دونوں کی زبان سے توحید کی دعوت سن کر مارے غصہ کے آپے سے باہر ہو گیا۔ اور اُس نے دونوں مبلغوں کو گرفتار کر کے سودرے لگا کر جیل خانہ میں قید کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے سردار حضرت ”شمعون“ رضی اللہ عنہ کو انطاکیہ بھیجا۔ آپ کسی طرح بادشاہ کے دربار میں پہنچ گئے اور بادشاہ سے کہا کہ آپ نے ہمارے دو آدمیوں کو کوڑے لگا کر جیل خانہ میں قید کر دیا ہے۔ کم سے کم آپ ان دونوں کی پوری بات تو سن لیتے۔ بادشاہ نے ان دونوں کو جیل خانہ سے بلوا کر گفتگو شروع کی تو ان دونوں نے کہا کہ ہم یہی کہنے کے لئے یہاں آئے ہیں کہ تم لوگ ان بتوں کی عبادت کو چھوڑ کر خدائے وحدہ کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تمہارے بتوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ جب بادشاہ نے ان دونوں سے کوئی نشانی طلب کی تو ان دونوں صاحبوں نے ایک ایسے مادر زاد اندھے کو جس کے سر میں آنکھیں تھیں ہی نہیں، ہاتھ پھیر دیا تو اس کی پیشانی میں آنکھوں کے دو سوراخ بن گئے۔ پھر ان دونوں صاحبان نے مٹی کے دو غلو لے بنا کر ان سوراخوں میں رکھ کر دعا کر دی تو یہ دونوں غلو لے آنکھیں بن کر روشن ہو گئے اور مادر زاد اندھا آنکھیاں بن گیا۔ حضرت شمعون نے فرمایا کہ اے بادشاہ! کیا تمہارے بتوں میں بھی یہ قدرت ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ نہیں تو حضرت شمعون نے فرمایا کہ پھر تم اُس کی عبادت کیوں نہیں کرتے جو ایسی قدرت والا ہے کہ اندھوں کو آنکھیں عطا فرما دیتا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا کہ کیا تمہارا خدا مردوں کو زندہ کر سکتا ہے؟ اگر وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے تو ایک مردے کو زندہ کر دے جو میرے ایک دہقان کا لڑکا ہے اور وہ کئی روز سے مرا پڑا ہے۔ اور میں نے اُس کے باپ کے انتظار میں ابھی تک اس کو دفن نہیں کیا ہے۔ بادشاہ ان تینوں صاحبان کو لے کر لڑکے کی لاش کے پاس گیا اور ان تینوں صاحبان نے دعا مانگی تو خدا کے حکم سے وہ مردہ زندہ